اِک دیا اور بُجھا!!

یزید احمد نعمانی

آنسو بار بار گوشۂ چشم سے چھلک پڑتے ہیں، بہت بڑی خیر سے محروم ہوجانے کا احساس دل کو کچوکے لگاتا ہے۔ ویرانی، افسوس اور حسرت نے ذہن وقلب کو ماؤف کررکھا ہے، حادثہ ہی کچھ ایسا قیامت خیز ہے۔ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی قدس سرہ کے خلیفہ اجل اور نارتھ کراچی کی عظیم دینی وروحانی شخصیت ناصح الامت مولانا ابرارالحق کلیانویؒ بھی بقضائے الٰہی راہی آخرت ہوگئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون. إن للّٰہ ماأخذ ولہ ماأعطیٰ وکل شئی عندہٗ بأجل مسمیٰ. أللہم لاتحرمنا أجرہ ولاتفتنا بعدہ.

اس پُرآشوب وپُرفتن دور میں جب ہر طرف ظلمتوں اور معصیتوں نے چادر تان رکھی ہے، حضرت کی ذات صرف محلے یا علاقے کے لئے ہی نہیں بلکہ پورے ملک کے لئے باعثِ برکت ورحمت تھی۔ بندے نے جب سے شعور میں قدم رکھا حضرت کی صحبتوں، مجلسوں اور برکتوں سے فیض یاب ہوتا رہا۔ خودنمائی کے اس زمانے میں اپنے آپ کو گوشۂ گمنامی میں رکھنا، آپ کا خاص وصف تھا۔ آپ ہر قسم کی ناموری، شہرت اور نمود ونمائش سے کوسوں دور تھے۔ قدرت نے آپ کو خدمت دین کا وہ عظیم جذبہ عطا فرمایا تھا جو آج خال خال ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ آپ کی اس سچی تڑپ، لگن اور جذبہ کا اثر اولاد واحفاد پر خوب خوب نظر آتا ہے۔ ماشاء اللہ! سات بیٹے جو جید حافظ، عالم، مفتی، مدرس، خطیب اور صاحب نسبت بزرگ ہیں، آپ کی باقیاتِ صالحات ہیں۔ آپ کے بیانات ومواعظ رغبت ورہبت کا مجموعہ تھے۔ عشق الٰہی اور حبّ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قلوب میں راسخ کرنا، توحید وسنت پر کاربند رہنے کی تلقین کرنا اور حکمت وتدبر سے عامۃ الناس کی اصلاح کرنا آپ کا شب وروز کا معمول تھا۔ آپ کا طرز کلام ایسا شیریں اور دل نشیں ہوتا تھا کہ غفلت میں ڈوبا انسان کچھ دیر کے لئے اپنے گریبان میں جھانکنے پر مجبور ہوجاتا۔ یہ آپ کا فیض پُراثر تھا جس نے سیکڑوں زندگیوں میں انقلاب برپا کردیا۔ ہزاروں ایسے تھے جو صرف آپ کی مستجاب دعاؤں میں شریک ہونے کو باعث سعادت سمجھتے تھے۔ رمضان المبارک کی پچیسویں اور

ستائیسویں شب کو جامع مسجد حبیبیہ اور جامع مسجد قبا سیکٹر:10 نارتھ کراچی میں تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی تھی، بالخصوص مسجد قبا میں ختم قرآن کے موقع پر شہر کے اطراف واکناف سے لوگ پروانہ وار ٹوٹ پڑتے تھے۔

اوروں کی خبر نہیں، لیکن اپنا حال یہ تھا کہ وقفے وقفے سے حضرت کی مسجد میں استفادے اور استفاضے کی نیت سے حاضری دیا کرتا تھا۔ کبھی بیان جمعہ میں حضرت کے نصائح وارشادات سے دل کی دنیا آباد ہوجاتی تو کبھی جمعے کے دن عصر کے بعد اصلاحی مجلس میں حکمت ومعرفت کے موتیوں سے دامن بھرلیتا۔ اور سچ بات یہ ہے کہ ہر حاضری پر یہ احساس پوری شدت کے ساتھ مستحضر رہتا تھا کہ نہ معلوم کب یہ ''چراغ سحر'' بجھ جائے اور ہم کف افسوس ملتے رہ جائیں، اس لئے قربت کے لمحات کو قیمتی سمجھ کر زیادہ سے زیادہ جذب واخذ کی کوشش کی جاتی۔

اللہ رب العالمین نے آپ کو مخلوق سے محبت وشفقت بھی خوب عطا فرمائی تھی، جو ملتا نہال فرمادیتے۔ افراد خانہ ہوں یا محلے کے پڑوسی، مریدین ومتوسلین ہوں یا محبت وچاہت رکھنے والے احباب ہر کوئی حضرت کی محبتوں، شفقتوں اور عنایتوں سے برابر بہرہ ور ہوتا تھا۔ انتہا یہ کہ دمِ واپسیں سے چند لمحے قبل بھی گھر کے باہر ملاقاتیوں کو کمالِ شفقت سے نوازتے رہے اور وہیں جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

چاہت بھرے وہ لفظ ہر لفظ میں دعا ہے
مقروض کردیا ہمیں تمہارے خلوص نے

اپنے پیرومرشد کے فیض کو پھیلانا، آپ کی زندگی کا خاص مشن تھا، چنانچہ گزشتہ چھبیس سال سے مسجد قباء نارتھ کراچی میں امامت وخطابت اور اصلاح خلق کا عظیم الشان فریضہ بڑی خاموشی کے ساتھ سر انجام دے رہے تھے۔ راقم نے شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدھم کی زبانی سنا ہے کہ حضرت عارفی قدس سرہ کے انداز تربیت میں رجائیت غالب تھی۔ یہی وصف حضرت کی ذات بابرکت میں دیکھنے کو ملتا تھا۔ موقع بہ موقع اپنے شیخ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات وحکایات سنایا کرتے تھے۔

حضرتؒ کی شان عبدیت وفنائیت، تواضع وخاکساری، صبر وشکر کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنی وصیت میں بطور خاص یہ بات بھی درج کی تھی کہ ''جب میرا خاتمہ ایمان پر ہوجائے تو میری اہلیہ اور تمام اولاد اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں چار گانہ نماز شکرانے کے طور پر ادا کردیں کہ اس خالق نے ایمان کی سلامتی کے ساتھ اپنے پاس بلالیا''۔ حضرتؒ اکثر اپنی دعاؤں یہ بات دہرایا کرتے تھے کہ ''یا اللہ! لمحے بھر کے لئے مخلوق کا محتاج نہ فرمایئے اور بغیر کسی محتاجی کے اپنے پاس بلایئے۔'' اللہ کی شان آپ کی یہ دعا اس انداز میں پوری ہوئی کہ انتقال سے چند روز قبل

تک ضعف ونقاہت کی وجہ سے مسجد تشریف نہیں لا رہے تھے۔ بقول فرزند گرامی مولانا افضال الحق اس کا بہت زیادہ قلق وافسوس تھا کہ خدمت دین سے محرومی ہورہی ہے، لیکن انتقال کے دن عشاء کی نماز میں ہمت مجتمع فرماکر تشریف لے گئے، خود امامت فرمائی اور نماز سے فراغت کے بعد شاگردوں سے فرمایا کہ آج گھر جلدی چلتے ہیں، طبیعت میں بے چینی محسوس ہورہی ہے۔ کسے معلوم تھا کہ یہ ''حاضری'' دین کی آخری خدمت کا عنوان بننے جارہی ہے۔ اسی طرح حضرت رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمین شریفین حاضری کا بھی خاص ذوق عطا فرمایا تھا، گاہے بہ گاہے عمرے پر تشریف لے جاتے، امسال بھی سفر حج کی تیاری مکمل تھی اور وفات کے دن ہی اپنے لئے ایک نئی وھیل چیئر اور عصا خرید کر لائے تھے۔ (حضرت تادمِ وفات سہارے کے لئے کوئی چیز استعمال نہیں فرماتے تھے۔)

انتقال کی خبر سنتے ہی بندہ حضرت کے گھر پہنچا تو وہاں عشاق کا جم غفیر اپنے محبوب شیخ کی جدائی پر غمگین وحزین تھا۔ خاص طور پر حضرت کے بڑے فرزند، گرامی قدر مولانا افضال الحق کلیانوی سراپا الم وحزن دکھائی دے رہے تھے۔ چشم تر سے حضرت کا ذکر خیر اور عاشقانہ انداز میں حضرت کے معمولات، ارشادات اور نصائح بیان کرکے خود بھی روتے رہے اور مجمع کو بھی رُلاتے رہے۔ انہوں نے ہی ایک واقعہ سنایا کہ چند دن قبل ایک تقریب میں شرکت سے واپسی ہورہی تھی کہ سہراب گوٹھ پر بنے انڈر پاس سے گاڑی گزرنے لگی، فرمایا کہ ''یہاں روشنی کا انتظام نہیں ہے، بہت اندھیرا ہے، دل گھبرا رہا ہے۔'' تھوڑے توقف کے بعد ارشاد فرمایا کہ ''اس سے کہیں زیادہ اندھیرا قبر میں ہوگا، اللہ تعالیٰ وہاں روشنی کا انتظام فرمائیں۔''

یوں لگتا ہے جیسے حضرت ناصح الامت رحمہ اللہ اپنے متعلقین ومحبین سے، امام العارفین حضرت سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں کہہ رہے ہوں ؎

خدا آباد رکھے بزم یاراں، ہم نہیں ہوں گے
غزالاں! ہم نہیں ہوں گے، نگاراں! ہم نہیں ہوں گے
ہمارے بعد یارانِ طریقت کس کو دیکھیں گے
بہت ہوگا ہجوم بادۂ خواراں، ہم نہیں ہوں گے
جو اس دنیا میں آیا ہے، وہ جانے کو ہی آیا ہے
نفیس اب حشر تک ہے ہجر یاراں، ہم نہیں ہوں گے

صمیم قلب سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام پس ماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائیں اور حضرت کا فیض چاردانگ عالم میں پھیلائیں۔ آمین